خلاصِةُ النَّفَحَاتِ البَاهِرَة
فِی جَوازِ القَولِ بِالخَمسةِ الطَّاهرةِ

(''پنجتن پاک'' اور ''بارہ امام'' کہنے کا جواز)

مؤلف

شیخ الإسلام المحدّث المفسِّر الفقیه
مخدوم محمد هاشم التَّتوی السِّندی الحنفی

(المتوفی ۱۱۷۴ھ)

ترجمه و تخریج و تحشیه

شیخ الحدیث مفتی محمد عطا اللہ نعیمی

(شیخ الحدیث ورئیس دارالإفتاء بجامعة النور)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب: خلاصة النفحات الباهرة فی جواز القول بالخمسة الطاهرة
(پنجتن پاک اور بارہ امام کہنے کا جواز)

مؤلف: شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی السندی حنفی علیہ الرحمہ

مترجم ومخرج ومُحشّی: حضرت علامہ مفتی محمد عطا اللہ نعیمی حفظہ اللہ تعالی

معاون: محمد اُسامہ قادری

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/اپریل 2018ء

سن اشاعت نمبر: 289

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،
فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ **www.ishaateislam.net** پر موجود ہے

پیش لفظ

حضرت علاّمہ مولانا خرم محمود سرسالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

ایک مبتدی طالبِ علم پر بھی یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ کسی فن کو سمجھنے کے لئے ''اصطلاحات'' کی بہت اہمیت ہے، بغیر اصطلاحات جانے کسی کتاب کو سمجھنا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماو محقّقین نے اصطلاحاتِ فنون پر باقاعدہ کتب لکھی ہے۔ مثلاً: کتبِ فقہ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ الفاظ "فقہ العبادلہ "یا" رأیت العبادلة الثلاثلة یفعلون ذلك" پڑھنے میں آتے ہیں، یہ ایک اصطلاح ہے، اس مراد تین صحابہ کرام (عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن الزبیر) رضی اللہ عنہم ہیں۔

یوں ہی ''ائمہ اربعہ''، ''شیخین''، ''صاحبین'' وغیرہ اصطلاحات ہیں۔ اِن اصطلاحات پر کوئی نص وارد نہیں ہوئی، قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ یہ کسی صحابی کا قول ہے۔ اس کے باوجود یہ اصطلاحات بلانکیر جاری وساری ہیں نہ کسی نے لکھنے والے پر اعتراض کیا اور نہ کبھی کسی نے پڑھنے والے پر کوئی حرف گیری کی۔ بلکہ اگر کوئی شخص، فردِ واحد کسی چیز کے متعلق اصطلاح مقرر کرتا ہے تو علماو محقّقین اس کی اصطلاح ذکر کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں:

یہ فلاں کی اصطلاح ہے اور ''لَا مُشَاحَۃَ فِی الاِصْطِلَاحِ'' (اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں)۔

جب یہ سب اصطلاحات جاری وساری ہیں اور اصطلاح کے مقرر کرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں تو پھر آخر ''پنجتن'' اور ''بارہ امام'' کے الفاظ پر واویلا کیوں؟ یہ بھی تو ایک اصطلاح ہے کہ ''پنجتن'' سے مراد پانچ نفوسِ قدسیہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہرا، حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم) مراد ہیں اور ''بارہ امام'' سے

اہلِ بیت کے بارہ قدسی صفات اشخاص مراد ہیں۔

اور پھر جب کہ ''پنجتن'' تو حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔ چناں چہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَأَدْخَلَہُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَہُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَأَدْخَلَہَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَأَدْخَلَہُ ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیرًا﴾ (پ:۲۲، الاحزاب، ۳۳)(صحیح مُسلم: کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم، باب فضائل أهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم 2424)

ایک صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی۔ حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا، پھر جناب حسین آئے وہ بھی انکے ساتھ داخل ہوگئے، پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا گیا، پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا۔ پھر فرمایا: اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اور تم کو خوب پاک وصاف فرمادے۔

مفسّرِ شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: خیال رہے کہ لفظ ''پنجتن پاک'' اس حدیث سے لیا گیا ہے۔

(مرآۃ المناجیح: کتاب المناقب، باب مناقب اهلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الاول، رقم 6136، 412/8)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نَزَلَتْ ہَذِہِ الْآیَۃُ فِی خَمْسَۃٍ: فِیَّ، وَفِی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَحَسَنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَحُسَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَفَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، ﴿إِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیرًا﴾ (پ:۲۲، الأحزاب،

۳۳)۔(جامع البیان عن تأویل آی القرآن:سورۃ الأحزاب،تحت الآیۃ ۳۳، 102/19)

یعنی،حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آیت پانچ (پنجتن) کے بارے میں نازل ہوئی: میرے،علی،حسن،حسین اور فاطمہ کے بارے میں۔پھر آیتِ تطہیر تلاوت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے''خَمسَۃ'' کا لفظ ارشاد فرمادیا اور پھر''خَمسَۃ'' سے اپنی مراد کو بھی ظاہر فرمادیا۔اس کا مقصد یہ نہیں کہ معاذ اللہ ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے،ہمارے نزدیک حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات بھی آیہ تطہیر میں شامل ہیں،اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بےشمار مقدس محبوب بندے،بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں،لیکن''پنجتن پاک''بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیثِ منقولہ بالا میں خود حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے''خَمسَۃ'' کا کلمہ ادا ہوا اور پھر اُس کی تفصیل بھی خود حضور علیہ السلام بیان فرمائی۔

خیر اس طرح کے اعتراضات وسوالات ہر دور میں ہوتے رہے ہیں اور اہلِ علم ان کے جوابات دیتے رہے ہیں۔سندھ کے علم وادب کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت یافتہ شہر ٹھٹھہ سے تعلق رکھنے والے اٹھارویں صدی عیسوی کے عظیم محدّث،یگانۂ روزگار فقیہ،بیسیوں کُتُب کے مُصنّف شیخ الاسلام المحدّث المفسّر الفقیہ مخدوم محمد ھاشم التَّتوی السِّندی الحنفی (م1174:ھ) علیہ الرحمہ کے دور میں بھی''پنجتن پاک''اور''بارہ امام'' کہنے والوں کو رافضی اور نہ جانے کن کن شنیع القاب سے مُلقّب کیا گیا۔آپ نے''پنجتن''اور''بارہ امام'' کہنے کے بارے میں ایک رسالہ بنام''خلاصۃُ النَّفَحَاتِ البَاهِرَۃِفِی جَوازِ القَولِ بِالخَمسةِ الطَّاهرۃِ'' تالیف فرمایا،جس میں مذکورہ الفاظ کے مدلول کا دلائل سے جواز ثابت فرمایا۔

یہ رسالہ فارسی زبان میں تھا،جس پر ترجمہ،تخریج اور تحشیہ کا کام مصنّف،محقق،مترجم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلّہ العالی نے انجام دیا ہے۔جسے جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 289 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مصنّف،مترجم اور جملہ معانین واشاعت کاران کو اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات میں روزافزوں ترقی فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خرم محمود سرسالوی

10 اپریل 2018ء

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور وہ (ہر کام کے لئے) کافی ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام جنہیں اس نے (خود) چنا۔

اور حمد وسلام کے بعد!

فقیر حضرت بادشاہ بے نیاز کی رحمت کا اُمیدوار محمد ہاشم بن عبدالغفور سندھی-اللہ تعالیٰ اس کے حال کو اچھا کرے اور اُس کے انجام کو احسن بنائے۔، کہتا ہے:

یقیناً سننے میں آیا ہے کہ بعض متعصّبین نے کہا ہے کہ جو شخص بھی پانچ نفوسِ کریمہ پر پنجتن پاک کے لفظ کا اطلاق کرے گا، وہ شخص رافضی ہوگا اور جو بھی بارہ معروف نفوسِ کریمہ پر بارہ امام کا اطلاق کرے گا، وہ کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پنجتن پاک:

پس میں نے کہا کہ گروہ اہلِ اسلام اور حضرت سیّدِ کائنات علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے خُدام کی جماعت پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ مشہور ہو چکا ہے کہ لوگ ''پنجتن پاک'' کا لفظ بول کر اس سے مراد اوّلین وآخرین کے سردار حضرت (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، (حضرت) علی المرتضیٰ، حسنین (کریمین) اور (حضرت فاطمہ) الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم مراد لیتے ہیں۔ پس یہ معنی صحیح وثابت ہے اور اس اطلاق کی تصحیح میں اصل (دلیل) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے: فرماتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے سیاہ بالوں سے بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی، پس حضرت حسن بن علی آئے تو آپ نے انہیں اس میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین آئے پس وہ اُن کے ساتھ (چادر میں) داخل

ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو آپ نے انہیں داخل فرمایا، پھر حضرت علی آئے تو آپ نے انہیں (بھی) داخل فرمالیا، پھر فرمایا (اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی): اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ○ (الأحزاب:۳۳/۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والو، کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ (کنزالایمان)

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں، امام احمد نے اپنی ''مُسنَد'' میں، امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مُصنّف'' میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی ''تفسیر'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے اور اس کی مثل اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ امام حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور خطیب بغدادی نے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز اس کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسے امام ترمذی اور امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام ترمذی نے اپنی ''سُنَن'' میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں، ''ابن جریر'' اور ''ابن مردویہ'' نے اپنی اپنی ''تفسیر'' میں فرمائی ہے۔ نیز اسی کی مثل حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کی تخریج امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں، ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مُصنّف'' میں، امام بیہقی نے اپنی سُنَن میں، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم'' میں کی اور امام حاکم نے اپنی ''مُستدرک'' میں صحیح قرار دیا۔

اور ابنِ جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفاسیر میں (اس کی

)تخریج کی ہے۔ نیز اسی کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوجہ دیگر ان الفاظ سے مروی ہے کہ: یہ آیہ کریمہ پانچ (ہستیوں) کے بارے میں نازل ہوئی: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت (امام) حسن، حضرت (امام) حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آیۂ کریمہ میرے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے بارے میں نازل ہوئی ہے''۔

امام احمد نے ''کتاب المناقب''، امام طبرانی نے اپنی ''مُعجم''، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی ''تفاسیر'' میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔ نیز یہ روایت بھی صحت کے ساتھ مروی ہے کہ جس وقت حضرت پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر چادر ڈالی اُسی وقت ان کے حق میں دعا فرمائی اور عرض کی: ''اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت اور میرے خاص ہیں ان سے ناپاکی کو دُور فرما دے اور انہیں پاک بنا دے'' پس دعا مقبول ہوئی اور مذکورہ آیۂ کریمہ اسی وقت آپ پر نازل ہوئی۔

اِس آیۂ کریمہ اور احادیثِ شریفہ کے مجموعے سے معلوم ہوا کہ نفوسِ مطہرہ پر لفظ ''پنجتن'' کا اطلاق جائز اور ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے اور (اس کے) قائل کی طرف رفض کی نسبت کرنا تعصّب (تنگ نظری) اور عناد (بغض) ہے۔ اگرچہ علماءِ اہلسنّت فرماتے ہیں کہ اس آیۂ کریمہ میں (مذکور) طہارت پانچ نفوسِ مسطورہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ جمیع اہلِ بیت، ازواجِ مطہرات وغیرہنّ کو عام ہے۔ نیز اس قاعدے کے واسطے سے جو علمِ اُصول میں ثابت ہے کہ ''اعتبار عمومِ لفظ کا ہے نہ کہ خصوصِ

سبب کا'' اس کے باوجود لفظ ''پنجتن'' کا اطلاق مذکورہ تعمیم کے منافی نہیں ہے، کیونکہ شرعاً مفہوم عدد معتبر نہیں اور ''عدد پر نصّ لانا تخصیص پر دلالت نہیں کرتا'' جیسا کہ علم الاُصول میں ثابت ہے۔ پس اس لفظ کا اطلاق تمام اہلِ بیت جیسے ازواجِ مطہرات اور آلِ عباس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے طہارت کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ لہٰذا دس نفوس کریمہ معروفہ (یعنی وہ دس صحابہ جنہیں جنت کی بشارت دی گئی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ''عشرہ مبشرہ'' کا اطلاق جائز ہے۔ حالانکہ پیغمبر خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سوا دوسروں کو بھی جنت کی بشارت دی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود، (اُمّ المؤمنین) حضرت عائشہ صدیقہ، ابو ہریرہ، فاطمہ زہراء، حسن اور حسین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جیسا کہ احادیثِ صحیحہ صریحہ میں وارد ہے اور جو (مشہور مُفسّر) علامہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے کہ شیعہ (گروہ) کا لفظ اہلِ بیت کو حضرت فاطمہ، حضرت علی اور ان کے دو بیٹوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص کرنا اور اُن کا عصمت پر اجماع حُجّتِ ضعیفہ ہے؛ کیونکہ اِن (نفوس) کو خاص کرنا آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد سے، مناسب نہیں ہے اور حدیث شریف کا تقاضا یہی ہے کہ یہ اہلِ بیت ہیں۔ یہ تقاضا نہیں ہے کہ دوسرے اہلِ بیت نہیں ہیں اور ہم پہلے ذکر کر چکے کہ لفظ عدد کا ذکر تخصیص پر دلالت نہیں کرتا اور تضعیف طہارت کو عصمت پر محمول کرنے کی طرف راجع ہے جو گناہوں سے مُنزَّہ ہونے کے وُجوب کے معنٰی میں ہے۔ جیسا کہ یہ روافض کا قول ہے اور اہلسنّت اُسے اِس پر محمول نہیں کرتے، بلکہ اس طہارت کو شرک پر خاتمہ اور سلبِ ایمان سے بچنے پر اور آتشِ جہنم میں ہمیشہ رہنے، بلکہ نارِ جہنم میں داخل ہونے سے بچنے پر محمول کرتے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہ طہارت مذکورہ پانچ پاکوں کے سوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمیع اہلِ بیت کو عام ہو، اس لئے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ

تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی آتشِ جہنم میں داخل نہ ہو تو (اللہ تعالٰی نے یہ نعمت) مجھے عطا فرمائی۔ اس کی تخریج ابن القاسم بن بشیر نے اپنی ''امالی'' میں فرمائی ہے اور یہ اللہ تعالٰی شانہٗ کی وسعتِ رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کمالِ فضل سے بعید نہیں ہے اور اسی طہارت کی وجہ سے ان پر وہ صدقات حرام کئے ہیں جو لوگوں کے (مال کی) میل ہیں۔ پس غور وفکر کرنا چاہیے۔

بارہ امام:

مگر اہلِ بیت شریف نبوی کے بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ [1] پر لفظِ ''بارہ امام'' کے اطلاق کے مسئلہ میں جان لے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح حدیث میں

[1] بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ: اس سے مراد وہ بارہ امام ہیں جن کی ابتداء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتی ہے اور اختتام امام مہدی پر ہوتا ہے اور ''امامیہ'' اسی کے قائل ہیں اور اس پر علامہ محمد بن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ کی ''اَلشّذَراتُ الذّهَبية في تَراجِم الأئمةِ الإثنى عَشَر عِندَ الإمامية '' کے نام سے مستقل تصنیف ہے اور اس میں جن بارہ ائمہ کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں: پہلے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما، چوتھے ابوالحسن علی بن حسین رضی اللہ عنہ، جو زین العابدین کے نام سے معروف ہیں، پانچویں حضرت ابوجعفر محمد بن زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو امام باقر کے نام سے معروف ہیں، چھٹے حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہ ہیں جو صادق کے لقب سے مشہور ہیں، ساتویں ابوالحسن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ ''تاریخ بغداد'' میں ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے انہیں عبد صالح کہا جاتا تھا، آٹھویں ابوالحسن علی رضا بن موسیٰ کاظم ہیں، نویں ابوجعفر محمد الجواد بن علی الرضا، دسویں ابوالحسن علی الہادی بن محمد الجواد ہیں، گیارہویں ابومحمد حسن بن عبدالہادی جو حسن عسکری کے نام سے معروف ہیں اور بارہویں ابوالقاسم محمد بن حسن ہیں جو ''امامیہ'' کے عقیدے کے مطابق بارہویں امام ہیں اور حجۃ کے نام سے معروف ہیں اور شیعہ کے گمان کے مطابق منتظر وقائم ومہدی ہیں۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کی بارہ امام کے عنوان سے ایک مستقل تصنیف ہے کہ جس کا مولانا ابوالطیب محمد شریف نقشبندی نے اردو زبان میں ترجمہ کیا اور سنی دارالاشاعت لاہور نے شائع کیا تھا)

وارد ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دین ہمیشہ قائم رہے گا، یہاں تک کہ تم پر بارہ خلفاء (حاکم) ہوں سب قریش میں سے ہوں گے''۔

اس حدیث شریف کو امام احمد نے اپنی ''مُسنَد'' میں، آپ کے فرزند عبداللہ بن احمد نے ''زوائد المسند'' میں، امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں متعدّد اسانید سے اور امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ان کے علاوہ مُحدِّثین نے الفاظ کے قلیل اختلاف اور اتحاد فی المعنی کے ساتھ روایت کیا ہے مگر یہ شارعِ کریم اور آپ کے اصحاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالٰی عنہم سے ان بارہ خُلفاء کی وضاحت میں ایسی نصّ وارد نہیں ہوئی ہے جو قاطع نزاع ہو۔

علماءِ اہلسنّت اس حدیث کو خلافتِ ظاہرہ پر محمول کرتے ہیں اور یہی حق ہے جو حدیث شریف کے ظاہری الفاظ کے موافق ہے مگر اُن کے بھی اس میں پانچ مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں کہ جن کی خلافت پر اجماع ہوا ہو اور لوگوں نے اُن کی بیعت کے لئے فرمانبرداری کی ہو، اگرچہ ان سے عمل کرنے میں سستی کی علامت وقوع پذیر ہوئی ہو، اس سبب سے جو مذکور حدیث کے بعض طُرُق صحیحہ میں واقع ہوا ہے۔

سُنَن ابی داؤد وغیرہ میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ: ''بارہ خُلفاء کہ اُن تمام پر لوگوں کا اجتماع ہوا ہو'' انتھی

پس وہ ترتیب وار چاروں بڑے خلفاء ہیں ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ؛ کیونکہ خلفاءِ اربعہ کے بعد لوگ مختلف تھے، بعض حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جانب تھے اور بعض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جانب مگر اس وقت لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا جس وقت امام حسن نے

آپ کے ساتھ صلح فرمائی۔

دوسرا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں جو عدالت پر عمل کریں (یعنی عادل ہوں) اور تابعداری کی راہ کی رعایت کریں، اگرچہ لوگ ان کی خلافت پر متفق نہ ہوئے ہوں۔ پھر ان میں چار بڑے خُلفاء حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امام حسن بن علی، معاویہ، عبداللہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور باقی چار خُلفاء عبادت گزار بلاتعیین قیامت کے روز تک آئیں گے مگر یہ کہ اُن میں سے ایک آخری زمانے میں آنے والے امام مہدی ہیں۔

تیسرا قول:

یہ ہے کہ (روایت میں) ذکر کردہ خُلفاء سے مراد قرنِ اوّل کے خُلفاء ہیں کہ جن کی خلافت پے در پے تھی۔

پس اس تقدیر پر ان کی ابتداء خُلفاءِ اربعہ (حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوں گے اور اُن کی انتہا، حضرت عمر بن عبدالعزیز تک ہوگی کہ اس مدت کے درمیان چودہ خلفائے ہوئے: اُن میں سے دو ایسے تھے کہ جن کی ولایت صحیح نہ تھی اور ان کی مدت طویل نہ ہوئی: ایک معاویہ بن یزید، دوسرا مروان بن حَکَم اور باقی بارہ افراد لگاتار خلیفہ رہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات سن ایک سو ایک (۱۰۱) ہجری میں ہوئی اور اُن کے بعد لوگوں کے احوال متغیّر ہوگئے اور آپ کی وفات کے ایام میں قرنِ اوّل ختم ہوگیا۔ مگر اس قول کا موجب یہ لفظ حدیث ہے کہ ''اُن سب پر لوگ متفق ہوں گے''

مگر جو یہ حدیث شریف اکثر پر محمول کی گئی ہے کیونکہ یہ صفت مفقود ہوگئی تھی مگر

حضرت امام حسن بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی صحتِ ولایت (حاکمیت) کے باوجود ان کے زمانوں میں غالب اُمور منتظم تھے اور وہ جوان کی بعض مدت میں عدم انتظام کے اُمور ظہور پذیر ہوئے وہ استقامت وانتظام کی بانسبت نادر ہیں۔

چوتھا قول:

یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خُلفاء ہیں جو ایک ہی وقت میں پیدا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک ہی زمانے میں خُلفاء کی کثرت شہروں میں کثرت فتنہ وشر کی موجب ہوگی اور مخالفت، تنازعات کا سبب اور اُمورِ دین کو کمزور کرنے کا ذریعہ ہوگی اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں یہ قول (نقل) کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لفظ حدیث کہ ''ان سب پر لوگ متفق ہوں گے'' اس قول کے قائل کا ردّ کرتے ہیں۔ انتھی

پانچواں قول:

یہ ہے کہ بارہ خُلفاء حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسل سے ہیں جو امام مہدی کی وفات کے بعد ظاہر ہوں گے، اس دلیل سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں آیا ہے: مہدی آخر الزماں کہ اُن کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے سبب ہر سختی دور فرمائے گا اور وہ اپنی عدالت سے لوگوں سے ہر ظلم دُور فرمائیں گے، پھر اُن کے بعد بارہ افراد امر خلافت کے والی ہوں گے جن میں چھ افراد امام حسن کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے اور ایک اُن کے غیر سے ہوگا۔ پھر اس کے بعد فرق دکھائیں گے اور زمانہ فساد سے بھر جائے گا۔

حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں فرمایا: اس قائل کا قول واضح نہیں ہے اور جو روایت حضرت ابن عباس سے نقل کی گئی ہے، وہ انتہائی ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

مگر گروہِ روافض نے اس حدیث کو باطنی خلافت پر محمول کیا ہے اور اس کا حصر اہلِ بیت میں سے بارہ نفوسِ کریمہ معروفہ پر کیا ہے۔

اور یہ معنی بھی بحسبِ ظاہر لفظِ حدیث سے اگرچہ بعید نہیں ہے، مگر یہ کہ جب رافضیہ نامرضیہ نے حدیثِ مذکور کو اس مراد پر محصور کیا ہے اور اس پر اپنے بعض فاسد مقاصد کی بنیاد رکھی ہے جیسے مذکورہ نفوسِ کریمہ کی عصمت اور ان کے غیر کی عدمِ عصمت اور غیر معصوم کی خلافت وامامت کا صحیح نہ ہونے کا قول یعنی، ان کے ماسوا سے یہاں تک کہ وہ نفوسِ کریمہ مذکورہ کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، عمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خلافت کی نفی کرتے ہیں اور ان کے سوا اور باطل باتیں (بھی ثابت کرتے ہیں)

اور اہلسنّت وجماعت کے نزدیک معصوم ہونا، انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیم کے خواص سے ہے [۲] اور (معصوم ہونا) خلافتِ خلفاء کی شرط نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے، [۳]

---

[۲] چنانچہ ''الفقہ الاکبر'' میں ہے: عام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام صغائر وکبائر وکفر وقبائح سے پاک ومنزّہ ہیں۔(الفقہ الاکبر مع شرحہ للقاری، ص۹۹، ۱۰۰، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ بیروت) اور ملاعلی قاری حنفی نے منزّہ کا معنی معصوم کیا ہے۔(شرح کتاب الفقہ الاکبر، ص ۱۰۰، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت) جس کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، صغیرہ کبیرہ، کفر اور بُری باتوں سے معصوم ہیں۔(فتاویٰ فیض الرسول، ۱/۱۴۷، مطبوعۃ: شبیر برادر لاہور) اور ملاعلی قاری کہتے ہیں: مذہب اصح پر یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت دونوں زمانے میں ثابت ہے۔(شرح الفقہ الاکبر، ص ۱۰۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

[۳] چنانچہ امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود حنفی سمرقندی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں: پھر انسان اور جن غیر معصوم نہیں سوائے رسولوں اور انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کے۔(شرح الفقہ الاکبر للسمرقندی، ص ۹۲، مطبوعۃ: الرحیم اکیڈمی، کراتشی)

پس اسی سبب سے اہلسنّت وجماعت معنیِ مذکور کا قول کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور خود کو اس سے دُور رکھتے ہیں۔

پھر اس لفظ کا قائل اگر امامت سے مراد صرف نفوسِ کریمہ مذکورہ کی تعظیم، فضیلت وشرافت لیتا ہے تو جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر خلافت اور اس کی حقیقت اس وجہ پر مراد لیتا ہے جو گروہِ نامرضیہ رافضیہ کے ہاں مقرر ہے تو اس شخص نے نہایت ہی بُرا کام کیا ہے اور اہلِ بدعت (سیئہ) کی متابعت کی اور اگر مذکور قائل نے ان دو میں سے کوئی مراد بھی ذہن میں نہیں رکھی تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! ان مقدس ہستیوں پر لفظ امام بولنے کے لئے شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی نصّ وارد نہیں ہے، برخلاف اس کے جسے ہم پہلے ذکر چکے کہ لفظ ''پنجتن پاک'' اس میں شارع علیہ الصلاۃ والسلام کی جانب سے نصّ ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی شخص نے اُس معنی کے ارادے سے جو رافضی نامرضی کی مراد ہے اِن نفوسِ کریمہ مذکورہ پر بارہ امام کا لفظ بولا تو بھی اُسے کافر نہیں کہا جائے گا اور اس کی تکفیر کرنے والا حق سے تجاوز کرنے والا اور گنہگار رہوگا؛ کیونکہ محقّقین کا مذہب یہی ہے کہ اگر کوئی تحقیقاً رافضی ہوگا (جب تک غالی نہ ہو) [۴] تو ہم اُسے بھی کافر نہیں کہیں گے اور یہی

---

[۴] (شیعہ تین قسم ہیں: اوّل غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں، بیاض عثمانی کہیں یا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یا رب العزت جل وعلا پر بدع یعنی حکم دے کر پشیمان ہونا، پچتا کر بدل دینا، یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہو کر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں، الی غیر ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات) یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد، فتاوی ظہیریہ وفتاوی ہندیہ وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامھم احکام المرتدین (ان کے احکام مرتدین والے ہیں)

(فتاوی ھندیہ، باب فی احکام المرتدین، ۲/۲٦٤ نورانی کتب خانہ پشاور)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم جاہل مرد عورت سب شریک ہیں الا ماشاءاللہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے) جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ نکاح نہ کسی مسلم سے ہوسکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔ جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولاد ولدالزنا۔

دوم تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف سَبّ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انہیں بُرا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں ''نص علیہ فی الخلاصۃ والھندیۃ وغیرھما'' (خلاصہ اور ہندیہ میں اس پر نص ہے)

(خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر، ٤/٣٨١ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ)

مگر مسلک محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ صحیح ہے مگر سخت کراہت شدیدہ سے مکروہ ہے۔

لما فی الحدیث عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتناکحوھم۔

کیونکہ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو۔

(کنز العمال ٣٢٤٩٨ و ٣٢٥٤٢، ١/٥٢٩ و ٥٤٢، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے ناقہ کو لعنت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے چھڑوادیا کہ ملعونہ ناقہ پر ہمارے ساتھ نہ رہ۔ پھر کسی نے اس ناقہ کو نہ چھوا، حالانکہ ناقہ فی نفسہا مستحق لعنت نہیں۔

(صحیح مسلم، باب النھی عن لعن الدواب ٢/٣٢٣، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہہ لعنت الٰہی کے مورد ہیں: اولٰئك یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللاعنون۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (القرآن: ۲/۱۵۹)

احادیثِ صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکر شرع مطہر کو گوارا ہوگا، واللہ الہادی۔

سوم تفضیلی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی امامت برحق جانتا ہو صرف امیر المومنین مولیٰ علی کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو، انھیں کفر سے کچھ علاقہ نہیں بدمذہب ضرور ہیں ایسی عورت سے بالاتفاق نکاح جائز ہے ہاں کراہت سے خالی نہیں کہ مبتدعہ ہے اگرچہ ہلکے درجہ کی بدعت ہے خصوصاً اگر اس کی محبت میں اپنے مذہب پر اثر پڑنے کا احتمال ہو تو کراہت شدید ہوجائے گی اور ظن غالب تو اشد بالغ بدرجہ تحریم، واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

(فتاویٰ رضویہ، کتاب النکاح، باب المحرمات، جلد ١١، صفحہ ٣٤٥، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہمارے امام امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے جیسا کہ آپ نے خود ''الفقہ الأکبر'' میں اور آپ کے شاگردوں نے اپنی کُتُب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

پس اس شخص کے مثل کی کیسے تکفیر کی جائے گی کہ جس نے صرف لفظ مذکور (بارہ امام) بولا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کا سوال کرتے ہیں اور وہی بہتر رفیق اور حق وتحقیق کو زیادہ جاننے والا ہے اور ہم اس کے نبی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی اولاد اور اصحاب پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنے کریم نبی کی متابعت کی توفیق اور ان کی شفاعت، لقاء کا شوق اور اُن کا قرب اور اُن کا دیدار نصیب فرما اور اُن کی محبت بڑھا اور ہمیں اُن کی سنت پر زندہ رکھ اور اُن کی ملّت پر موت دے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر فرما اور ہمیں آپ کے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلا جو سیراب کرنے والا، پینے میں آسان، برکت والا ہو جس کے بعد ہم کبھی بھی پیاسے نہ ہوں۔

اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا اور اپنے مضبوط دین پر ثابت رکھ اور ہمیں اپنا شوق، اپنی محبت، اپنا قرب بڑھا اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما اور ہمیں اپنی رؤیت نصیب فرما۔ آمین، تیرے لئے ہی حمد ہے، اے رب العالمین!!!

تحریر از مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ

سوال: جو چادر پنجتن پر نازل ہوئی تھی، وہ کس طرح کی تھی اور کس قسم کی تھی؟

جواب: صحیح احادیث سے ظاہر ہے کہ چادر نازل نہیں ہوئی تھی، وہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لباس سے تھی اور وہ سیاہ بالوں کی تھی۔ پس حدیث شریف میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ نے سیاہ بالوں سے بُنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی، پس حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے انہیں اس میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے پس وہ داخل ہوئے (چادر میں)، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو آپ نے اُنہیں داخل فرمایا، پھر حضرت علی آئے آپ نے انہیں بھی اس میں داخل فرمایا، پھر فرمایا (اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی)

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَ يُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۝

(الاحزاب:۳۳/۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (کنزالایمان)

اس کو امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں روایت فرمایا۔

اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: یہ آیت پانچ (اشخاص) کے حق میں نازل ہوئی، (وہ یہ ہیں): نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، (حضرت) علی المرتضیٰ، (حضرت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسے (امام) احمد نے روایت کیا۔

''رشیدی'' میں کہا کہ ''مرط'' میم کے زیر کے ساتھ اون کی چادر ہے جیسے اوڑھتے ہیں۔ مُرحّل، میم کی پیش اور حاء زبر والی کی تشدید کے ساتھ، وہ کپڑا ہے جس پر پالان صورت نقش کردیتے ہیں۔ انتھی

اور چادر کے اندر آکران کا کھانا ثابت نہیں ہے لیکن دعا ثابت ہے۔

سوال: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سید کہا جائے یا نہیں؟

جواب: ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بلاشک وشبہہ سیّد ہیں جیسا کہ اس پر احادیث شاہد ہیں، پس ''الصواعق'' میں ہے: بیہقی نے روایت کیا ایک بار دور سے حضرت علی نظر آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ عرب کا سیّد (سردار) ہے، تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ تو فرمایا: میں تمام جہانوں کا سردار ہوں اور وہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عرب کے سردار ہیں۔ اسے امام حاکم نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا ہے۔

از مخدوم عبدالواحد سیوستانی

الحمدللّٰہ و کفی و سلامٌ علیٰ عباده اصطفٰی

وبـعـد! میگوید فقیر حقیر اُمیدوار برحمت حضرت ملك، غنی محمد هاشم بن عبدالـغـفور السِّندی أَصلحَ اللّٰهُ حالَه وأَحسَنَ مآلَه که بدرستی که بسماع رسید کـه گـفتـنـه انـد بـعـضی متعصّبان :که هر کسے که اطلاق کند لفظ پنجتن پاك بـرنفوس کریمه خمسه معروفه آن شخص رافضی باشد وهر که اطلاق کند لفظ دوازده امام برنفوس کریمه اثناعشره معروفه اُو کافر شود والعیاذ باللّٰه تعالیٰ۔

پنجتن پاک

پـــس گـفـتـم مـن: بـرز مـرۂ اهـل اسلام وجماعة خدام حضرت سیّد کائنات علیه أفضل الصلاة والسّلام مخفی ومحتجب نمانند که استشهار یافته اسـت کـه تـلـفُّـظ مـی نـمـایند مردم بلفظ "پنجتن پاك" ومرادمی دارند بآنها حـضـرت سیّـد الاَوّلیـن والآخرین صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم و حضرت علی المرتضٰی وحسنَین وزهرا رضی اللّٰه تعالیٰ (عنهاوعنهم)

پـس ایـن مـعنی صحیح است و ثابت واصل در تصحیح این اطلاق حدیث اُمّ الـمـؤمنین عائشه است رضی اللّٰه تعالیٰ عنها که گفت خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰـه تـعـالـی عـلیـه وسـلّم ذَاتَ غَدَاةٍ، وَعَلَیۡهِ مِرُطٌ مُرَحَّلٌ مِنۡ شَعۡرٍ أَسۡوَد، فجاء الـحسنُ بنُ عليّ فأدخَلَه ثُمَّ جاء الحُسینُ فَدخَلَ معه ثم جاءَ تُ فاطِمةُ فأَدخلَها ثُمَّ جَاءَ عليٌّ فأَدخَله ثُمَّ قال: "اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُـذۡهِـبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا o" (الأحزاب:٣٣/٣٣)

أخـرجـه مسلم فی صحیحه[١] والإمـام أحمد فی "مسنده"[٢] وابن أبی شیبة فی "مـصنَّفه"[٣] وابـن جریر[٤] وابـن أبی حاتم فی[٥] "تـفسیـریهما"،ومروی است نـحـوایـن از أمّ سـلـمة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها أخرجه الحاکم فی "مستدرکه"[٦] والـطـبـرانـی فـی "معجمه"[٧] وابـن جریر[٨] وابـن المنذر[٩] وابـن حاتم[١٠] وابن مردویه[١١] والخطیب البغدادی[١٢] ونیز مروی شده است نحواین از حضرت أبی سـعیـد خـدری رضـی الـلّٰه تعالیٰ عنه وصحّحه التّرمذی[١٣] والـحاکم[١٤] وکذا

---

[١] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب التواضع فی اللباس إلخ، ١٦٣٩/٣، برقم:٣٦-(٢٠٨١)

[٢] المسند للإمام أحمد، ١٦٢/٦

[٣] المصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الفضائل، باب فضائل علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، ١١٧/١٧ ، برقم:٣٢٧٦٥

[٤] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان:٣٢و٣٣، ٢٩٦/١٠،برقم:٢٨٤٨٨

[٥] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة :٦،٣٣/٥٣٣

[٦] المستدرك، تفسیر سورة الأحزاب، جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ، ١٩٠/٣، برقم:٣٦١١

[٧] المعجم الأوسط، باب الحاء من اسمه الحسن، ٣٣٣/٢،برقم:٣٤٥٦،عن أبی سعید

[٨] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان :٣٢ و٣٣، ٢٩٦/١٠،برقم: ٢٨٤٩٠

[٩] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ٦،٣٣/٥٣١-٥٣٢

[١٠] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ٦،٣٣/٥٣٢

[١١] الدرالمنثور ، سورة الأحزاب، تحت الآیة :٦،٣٣/٥٣٢

[١٢] تاریخ بغداد، باب السین، ذکر من اسمه: سعد، ٢٥٧/٧

[١٣] سُنَن الترمذی، کتاب الأدب، باب : ماجاء فی الثوب الأسود، ٥٤٤/٣-٥٤٥، برقم:٢٨١٣

[١٤] الـمستـدرك ، تفسیر سورة الأحزاب، باب جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ ، ١٩٠/٣، برقم: ٣٦١١، عن أمّ سلمة رضی اللّٰه عنها

مروی شده از حضرت سلمه ربیب پیغمبر خُد ا صلی اللّٰه علیه وسلم ورضی اللّٰه عنه۔أخرجه الترمذی فی "سُنَنه"[15] والطبرانی فی "معجمه"[16] وابن جریر[17] و ابن مردویة[18] فی "تفسیر یهما"۔

ونیز مروی است نحواین از حضرت واثلة بن الأسقع رضی اللّٰه تعالی عنه۔ أخرجه الإمام فی "مسنده"[19] وابن أبی شیبة فی "مصنّفه"[20] والبهیقی فی "سُنَنه"[21] والطبرانی فی "معجمه"[22] والحاکم فی "مستدرکه"[23] وصحّحه وابن جریر[24] وابن المنذر[25] وابن أبی حاتم[26] فی "تفاسیر هم"

[15] سُنَن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن ،باب ومن سورة الأحزاب، ١٩٨/٤، برقم:٣٢٠٥

[16] المعجم الکبیر، بقیة اخبار الحسن بن علی ، برقم:٢٦٦٢، ٥٢/٣

[17] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان:٣٢ و٣٣، ٢٩٦/١٠، برقم:٢٨٤٩٠

[18] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ٥٣٢/٦،٣٣

[19] المسند للإمام أحمد:١٠٧/٤، مطبوعة: المکتبة العلمیة ، بیروت

[20] المصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الفضائل، باب فضائل علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، ١١٧/١٧، برقم: ٣٢٧٦٥

[21] الجامع لشعب الإیمان، فصل فی مراتب نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم فی النبوة، ٣ /٨٦۔٨٧، برقم:١٤١٩، عن منصور بن صفیة

[22] المعجم الکبیر، بقیة اخبار الحسن بن علی،٥٥/٣،برقم:٢٦٦٩

[23] المستدرك، تفسیر سورة الأحزاب، باب : جمعه صلی اللّٰه علیه واله وسلم أهل بیته إلخ

[24] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان :٣٢ و٣٣، ٢٩٧/١٠،برقم:٢٨٤٩٤

[25] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ٥٣٣/٦،٣٣

[26] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة :٥٣٣/٦،٣٣

ونیز مروی است نحواین از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰه تعالی عنه بروجهے دیگر بدین لفظ که: إن هذه الآیة نزلتُ فی خمسةٍ : النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیّ وفاطمة والحسن والحسین رضی اللّٰه تعالی عنهم، أخرجه الإمام أحمد فی "مسنده"[27]۔

ونیز وارد است در حدیث مرفوع از حضرت أبی سعید خدری رضی اللّٰه تعالی عنه که فرمود حضرت پیغمبر خدا صلی اللّٰه تعالی علیه وآله وسلم که نَزلتُ هذهِ الآیة فِیَّ وعلیٍّ وفاطمةَ وحسنٍ وحُسینٍ۔
أخرجه الإمام أحمد فی "کتاب المناقب"[28] والطبرانی فی "معجمه"[29] وابن جریر[30] و ابن أبی حاتم[31] فی"تفسیر یهما"

ونیز بصحت پیوسته است که وقتے که انداخت حضرت پیغمبر خُدا صلی اللّٰه تعالی علیه وآله وسلم کساءِ شریف رابرایشان دران وقت دعا فرمود درحق ایشان وگفت "اللهم هولآءِ أهلُ بَیتِی وخَاصَّتِی أَذْهِبُ عَنهُمُ الرِّجُسَ وَطَهِّرهُم تَطهِیرًا"[32]

[27] الدرالمنثور، سورة الأحزاب ، تحت الآیة :٥٣٣/٦،٣٣

[28] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، الأصل الثالث: الإجماع/مسألة لا ینعقد الإجماع بأهل وحده

[29] المعجم الکبیر، بقیة أخبار الحسن بن علی ، ٥٢/٣، برقم:٢٦٦٢

[30] تفسیر الطبری، سورة الأحزاب/الآیتان:٣٢ و٣٣، ٢٩٦/١٠، برقم:٢٨٤٨٧

[31] الدرالمنثور، سورة الأحزاب، تحت الآیة: ٥٣٣/٦،٣٣

[32] سُنَن الترمذی ، کتاب المناقب، باب: ماجاء فی فضل فاطمة بنت محمد ﷺ، برقم:٣٨٧١، ٥٣٨/٤

شانِ نزول:

مستجاب گشت دعا اُو و نازل گشت آیة مذکور ہ درهمان وقت برو۔
پس از مجموع این آیة کریمه واحادیث شریف معلوم گشت که اطلاق لفظ "پنجتن" برنفوس مطهر ه جائز وثابت است وانکار آن جهل است ونسبت رفض کردن بسوئی قائل تعصّب است وعناد واگرچه علماءِ اهل سنت گفته اند که طهارت درین آیة کریمه مخصوص نیست بنفوس خمسه مسطوره بلکه عام است جمیع اهلِ بیت را از ازواج مطهرات وغیر ایشان نیز بواسطۂ قاعده که مقرّرا ست در علم اصول که "العبرة لعموم اللفظ لالخصوص السبب" مع ذلك اطلاق لفظ "پنجتن" منافاة به تعمیم مذکور نه دارد۔
زیرانچه مفهوم عدد معتبر نیست شرعاً "والتّنصیصُ على العَدَدِ لا يَدُلُّ عَلَى التَّخُصِيُصِ" کما تقرّر فی علم الأصول [٣٣]۔پس اطلاق این لفظ دلالت نه کند برنفی طهارت از سائر اهلِ بیت مثل ازواج کریمه وآلِ عباس وغیرهم رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم۔
ولهٰذا جائز است اطلاق لفظ عشره مُبشّره برنفوس کریمه عشره معروفه رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم [٣٤]

---

[٣٣] بدائع الصنائع ، کتاب الجنایات ،١٠/ ٢٦٠

[٣٤] سُنَن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف الزّهری رضی الله عنه، برقم:٣٧٤٧، ٤٨٧/٤

باآنکه بشارت داده است پیغمبرِ خُدا صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم بجنّت مرغیر ایشانرا۔نیز چنانچه عبداللّٰه بن مسعود [٣٥] وعائشه صدیقه [٣٦] وابوهریرة وفاطمة زهراء [٣٧] وحسن وحسین [٣٨] وغیرهم رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم کماوردت

---

[٣٥] الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، باب حرف العین، ١١٢/٣

[٣٦] صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب :١٨، ٤ /٣٦٧، برقم:٧١٠٠، وباب:١٩، ٤ /٣٦٧، برقم:٧١٠١، بلفظ :انها زوجة نبیکم فی الدنیا والآخرة، عن عمار بن یاسروحسن بن علی)(الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتاب اخباره عن مناقب الصحابة إلخ ،ذکر جز ثالث یصرح .....إلخ،برقم:٧٠٥٤،٨/٩/١١١۔

کتاب الأربعین فی مناقب أمهات المؤمنین لابن عساکر، الحدیث العاشر، الحدیث العاشر ، ص ١١٠،الطبقات لابن سعد، ذکر ازواج رسول ﷺ، عائشة بنت أبی بکر الصدیق ،٦ /٤٦۔٤٧، بلفظ : أن عائشة قالت: قلت للنبی ﷺ، من أزواجك فی الجنة ؟ قال :أنت منهن۔

الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره ﷺ ، عن مناقب الصحابة إلخ، ٨ /١١١/٩، برقم: ٧٠٥٣، بلفظ : فقال: أما ترضین أن تکونی زوجتی فی الدنیا والآخرة ؟ قلت: بلی والیه ، قال: فأنت زوجتی فی الدنیا والآخرة۔برقم:٧٠٥٢، بلفظ : عن عائشة قالت : جاء بی جبریل علیه السلام إلی رسول الله ﷺ فی خرقة حدیر : فقال: هذه زوجتك فی الدنیا والآخرة۔

کتاب الأربعین فی مناقب أمهات المؤمنین لابن عساکر، الحدیث الثانی عشر:ص١١٩۔١٢٠، بلفظ : عن أبی بکرة قال: قیل له: ما منعك أن لا تکون قاتلت علی بصیرتك یوم الجمل۔ قال : سمعت رسول الله ﷺ یقول: یخرج قوم هلکی ، قائدهم امرأة، قائدهم فی الجنة ۔ وقال ابن عساکر: وفی هذا الحدیث دلالة علی أنها لا تدخل النار ولیست بکافرة بمقاقتلة علی رضی الله عنه کما زعمت الرافضة ، وفیه دلیل علی نبوة النبی ﷺ۔

[٣٧] سیّدة نساءِ اهل الجنة فاطمة الزّهراء أو إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب، الباب الثاث ﴿فضائلها و بناء المصطفی....إلخ﴾ الحدیث السابع والأربعون سیّدة نساء أهل الجنة ۔

[٣٨] سُنَن الترمذی، باب :(٣١)مناقب الحسن والحسین رضی الله عنهما، برقم:٣٧٦٨، ٤٩٦/٤

به الأحاديث الصّحيحة الصّريحة۔

وتخصيص الشيعة أهل البيت بفاطمة وعلى وابنيهما رضى الله عنهم والاحتجاج بذلك على عصمتهم وكون إجماعهم حجة ضعيف لأن التخصيص بهم لا يناسب ما قبل الآية وما بعدها، والحديث يقتضى أنهم من أهل البيت لا أنه ليس غيرهم۔ [39] فذلك لايفيد إلا تضعيف التّخصيص وقد قدّمنا أن ذكر لفظ العدد لا يدلّ على التّخصيص، وأيضاً، والتّضعيف راجع إلى حمل الطّهارة على العصمة بمعنى وُجوب التّنزّه عن الذُّنوب كما هو قول الرفضة، وأهل السنّة لا يحملونها عليه بل على التّنزّه عن سوءِ الخاتمة بالشّرك وسلب الإيمان۔وعن خلودِالنّار بل عن دخولها بل يمكن أن يكون تلك الطهارة عامة لجميع أهل بيته عليه الصّلاة والسلام ولو سوى الخمسة المطهّرة المذكورة۔

لماروى عن عمران بن حصين رضى اللّٰه تعالٰى عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وآله وسلم قال "سَأَلْتُ رَبِّىْ أَنْ لَّا يَدْخُلَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِىْ النَّارَ فَأَعْطَانِىْ " أخرجه ابن القاسم بن بشير فى "أماليه" [40] وليس ذلك ببعيد من سعة رحمة اللّٰه تعالٰى شانُهٗ وكمال فضلِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وآله وسلّم، ولأجل تلك الطّهارة حرمتُ عليهم الصّدقات التى بها أوساخ النّاس [41]

---

[39] التفسير البيضاوى، سورة الأحزاب، تحت الآية :٣٣،٥/٢٣١

[40] الفتح الكبير فى ضم الزيادة إلى جامع الصغير ،باب حرف السين، ١٤٢/٢

[41] المعجم الكبير، من امه ربيعة، ٤٤٤ ،ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب إلخ، برقم:٥٦٦،٥/٥٥

دوازده امام

واما مسئلة اطلاق لفظ "دوازده امام" برنفوس كريمه اثنا عشر معروفه از اهلِ بيت شريف نبوى پس بدانكه وارد شده است در حديث صحيح از حضرت جابر بن سمره رضى اللّٰه تعالٰى عنه كه فرمود پيغمبرِ خُدا صلى اللّٰه تعالٰى عليه وآله وسلم :"لَايَزَالُ الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى تَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ"روى هذا الحديث الإمام أحمد فى "مسنده" [42] وابنه عبداللّٰه بن أحمد فى" زوائد المسند" ومسلم فى "صحيحه" [43] بأسانيد متعدّدة، و أبوداؤد [44] والتّرمذى [45] وغيرهم من المحدّثين مع قليل اختلاف فى ألفاظ واتحادفى المعنى الا آنكه تنصيص از شارع كريمه واصحاب او صلى اللّٰه عليه وآله وسلم ورضى اللّٰه تعالٰى عنهم درتفسير اين خلفاء اثنا عشر بروجهى كه قاطع نزاع گردد وارد نه شُده است۔

علماءِ اهل سنت حمل كرد اين حديث را بر خلافت ظاهره وهو الصّواب الموافق بظاهر الفاظ الحديث الا آنكه اختلاف كرده اند ايشان نيز باهم برپنج قول:

---

[42] المسند للإمام أحمد:١٥٧/٤ ، مطبوعة: المكتبة العلمية ، بيروت

[43] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ١، ١٤٥٣/٣ ،برقم:١٠۔(١٨٢٢)

[44] سُنَن أبى داؤد، ٣٠، أول كتاب المهدى، باب : ١،٣٠٥/٤، برقم:٤٢٧٩

[45] (سُنَن الترمذى، كتاب الفتن، (٤٦)باب ماجاء فى الخلفاء ، برقم:٢٢٢٣، ٢٤٠/٣

قول اول آنکـه مـراد آنهـا خلفاءِ هستند که اجماع نموده باشند برخلافت ایشـان وانـقیـاد ونموده باشند مردم برائے بیعت ایشان اگرچه درعمل نمودن عـلامت تساهل از ایشان بوقوع آید بسبب آنـکه واقع گشته است دربعضے طـرق صـحیحه حدیث مذکور درسُنَن أبی داؤد[۴۶] وغیـره زیاده این لفظ که:

اثنا عشره خلیفه کلّهم یجتمعُ علیهم النّاسُ،انتهٰی ۔

پـس آنهـا خـلفاءِ اربعه کِبَار علی ترتیبهم پس ازان معاویه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه زیـرانـکـه بعد از خلفاءِ اربعه مختلفه بودند مردم بعضے بجانب حسن بن علی رضـی الـلّٰـه تـعـالـی عـنـه وبعضے بجانب معاویه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه الّا آنکه اجتـمـاع نـمـود ند برخلافت معاویه وقتیکه صلح نمود حسن با اُو رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما۔

وقول ثانی آنـکـه مراد بآنها خلفاءِ اند که عمل نمایند برعدالت ومرعی دارند طریق متابعت اگر اجتماع نه نموده باشند خلائق برخلافت ایشان پس از آنها انـد خـلـفـاء کِبَـار اربـعـه وحسـن بن علی ومعاویه وعبداللّٰه بن زبیر وعمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم۔

وپیـدا آیـنـد بـاقی چهارم خلفاء عابد تا روز قیامت بغیر تعیین الّا آنکه یکے از انها ست مهدی آخرُ الزّمان.

وقول ثالث آنـکـه مـراد بـخـلـفـاءِ مـذکوره همه خلفاءِ قَرنِ اوّل هستند که

---

[۴۶] سُنَن أبی داؤد، ۳۰، أول کتاب المهدی، باب : ۱،۵/۴،۳۰۵، برقم:۴۲۷۹

متوالی بود خلافت آنها۔

پـس بـرایـن تقدیر ابتداءِ آنها خلفاءِ اربعه باشند رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم وانتها ء آنهـا تـا عـمـر بن عبدالعزیز چه درما بین این مدت چهارده کس خلفاء بودند ازانهـا دو کـس بـودنـد که ولایت آنها صحیح نشده ومدت آنها طویل نشد یـکـی معاویه بن یزید دوم مروان بن حکم وباقی دوازده نفر خلیفه بودند علی التـوالـی وبـود وفـات عـمـر بـن عبـدالعزیز درسنه یکصد ویك ومتغیر گشت احـوال مـردم بـعـدازوی۔ومنقضی گشته قرنِ اول درایام وفات وی الّا آنکه بـموجب این قول لفظ حدیث که "کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ النَّاسُ"۔مگر محمول براکثر باشد زیرا که این صفت مفقود گشته بود الّا در حضرت حسن بن علی و حـضـرت عبـدالـلّٰـه بـن زبیـر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم باوجود صحت ولایت ایشـان وغـالـب اُمـوردرازمنه ایشان منتظم بود وآنچه دربعض مدت ایشان از عدم انتظام اُمور بظهور پیوسته آن به نسبت استقامت وانتظام نادراستْ

وقول رابع آنکه مراد دوازده خلیفه اند که درعصر واحد پیدا آیند وهیچ شك نیسـت درآنـکـه کثـرت خـلفاءِ درعصر واحد موجب کثرت فتنه وشرور در بـلاد میشـود وسبب تخالف وتنازع وواسطه تضعیف امور دین متین می شود وحـافـظ ابـن حـجـر در"فتـح البـاری" ردّ ایـن قول کرده است وگفته که لفظِ حدیث که "کُلُّهُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْهِمُ النَّاسُ" ، ردّمی کند قول این قائل را انتهی۔[۴۷]

---

[۴۷] فتـح البـاری شـرح صحیح البخاری، کتاب الأحکام ، باب ۵۲۔ إخراج الخصوم وأهل الریب من البیوت بعد المعرفة، ۲۶۲/۱۳

وقول پنجم اینکه دوازده خلفاءِ از نسلِ حسنین کریمین اند رضی اللّٰه تعالٰی عنهم که بیرون آیند بعد از وفات امام مهدی بدلیل آنچه در روایتے از ابن عباس آمده که مهدی آخرُ الزّمان که نام اُو محمد بن عبداللّٰه باشد و دفع کند خدائی تعالٰی به سبب اُو هر شدّتے را و دُور کند بسب عدالت اُو ازیشان هر ظلمے رابعدازان والی گرداند امرِخلافت را دوازده نفررا شش نفراز آنها از اولادِ حسن باشند و پنج نفراز اولاد حضرت حسین رضی اللّٰه تعالٰی عنهما و یك دیگر از غیرا یشان پس ازان اُوفرق نمایند و زمانه فاسد گردد۔

و حافظ ابن حجر در "فتح الباری" گفته که قول این قائل واضح نیست وروایتے که از ابن عباس نقل نموده ضعیف است بغایتِ ضُعف واللّٰه اعلم۔[۲۸]

واما زمره رافضیه پس حمل نموده اند این حدیث را بر خلافتِ باطنه وحصر نموده اند اُو را در نفوس کریمه اثنا عشر معروفه از اهل بیت واین معنی نیز اگر چه چندان بعید نیست بحسب ظاهر لفظِ حدیث الّا آنکه چون رافضیه نامرضیه حدیثِ مذکور براین مراد حصر نموده اند وبناء نهاده اند براین بعضے مقاصد فاسد خود را چنانچه قول بعصمتِ نفوسِ کریمه مذکوره وبعدم عصمت غیر ایشان وبعدم صحت خلافت وامامت غیر معصوم یعنی ما سوای ایشان تا آنکه اثبات می نمایند خلافت نفوسِ کریمه مذکوره را ونفی می کنند خلافت حضرت ابوبکر صدیق وعمر وعثمان رضی اللّٰه تعالٰی عنهم

[۲۸] فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب ٥٢۔ إخراج الخصوم وأهل الریب من البیوت بعد المعرفة، ٢٦٢/١٣

وإلى غير ذلك من الأباطيل ومقرّر است نزد اهلِ سنّت و جماعت که اشتراط عِصمت از خواص انبیاءِ است علیهم الصّلاة والتسلیم ودرخلافتِ خلفاءِ شرط نیست۔

وهیچ یکے سوی الانبیاء معصوم نیست پس ازین سبب اهلِ سنّت وجماعت از گفتن معنی مذکور اجتناب کرده اند وتحاشی نمایند۔

پس اگر قائل این لفظ مراد بِامامت مجرد تعظیم وفضیلت وشرافت نفوسِ کریمه مذکوره دارد جائز باشد وباکی نه باشد واگر مراد خلافت و حقیقت آن دارد بروجهی که مقرر است نزد زمره نامرضیه رافضیه پس این شخص بغایت کاربد کرده باشد ومتعابعت اهل بدعت کرده باشد واگر قائل مذکور ازین هر دو مراد هیچ یکے مستحضر ندارد باکی نباشد،نعم أن إطلاق لفظِ الأئمة علیهم لانصّ فیه من الشارع بخلاف ما قدّمناه من إطلاق لفظِ الخَمسةِ المطهّرةِ فإن فیه تنصیصاً مِن الشّارع۔ومع ذلك اگر اطلاق کرد شخصے لفظ دوازده امام براین نفوس کریمه مذکوره باراده معنی آنکه مرادرافضی نا مرضی است نیز اُو را کافر نتوان گفت و تکفیر کنند اُو متجاوز عن الحقّ وآثم باشد چراکه مذهب محقّقین آن است که اگر کسے رافضی باشد تحقیقاً اُو رانیزکافر نگوئیم وهو مذهبُ إمامِنا أبی حنیفةَ کما نصّ علیه بنفسه فی "الفقه الأکبر"وغیره من إصحابه فی کتبهم۔[۲۹]

پس چگونه تکفیر کرده شود مثل این را که تلفّظ نموده است بلفظ مذکور

[۲۹] لم أطلع علیه فی "الفقه الأکبر"وغیره

فقط۔

نسأل اللّٰهَ تعالىٰ الهدايةَ والتّوفيقَ وهو خير رفيق وأعلم بالحقّ والتّحقيق ولا حولَ ولا قوّةَ إلّا باللّٰه العَليّ العَظيم

ونُصلّى ونسلّم على نبيّهٖ محمدٍ وآلهٖ وصَحبهٖ ، أَللّٰهمّ ارزُقنَا مُتابعةَ نَبيّك الكريم وشفاعتَه وشوقَه وقُربه ورؤيتَه وزِدنا محبّةً واحيِّنا علىٰ سنّتهٖ وتوفَّنا عَلىٰ مِلّتهٖ واحشُرنا فى زُمرتهٖ واسقِنا من حوضهٖ شراباً روياً سائغاً هنيئًا لا نظمأ بعده أبدًا۔

اَللّٰهُمَّ اهدنا صراطَك المستقيم وثبّتنا على دِينكَ القويم وزِدنا شوقَك وحبَّكَ وقُربَك وادخلنا جنَّتكَ وارزُقنا رؤيتَك آمين ولك الحمدُ ياربَّ العالمين

تمّت وعمّت متمّمات ولواحق ماسبق۔

تحریراز
مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ

سوال: چادر که بر "پنجتن" نزول کرده بود چه طور بود وچه قسم بود؟

جواب:الظاهر من الأحاديث الصّحيحةِ أن الرِّداء لم ينزل وإنما كان من لباسه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلّم وكان من شعر أسود۔

ففى الحديث خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلّم ذات غداةٍ وعليه مِرطٌ مرحّلٌ من شعرٍ أسود فجاء الحسن بن عليٍّ فأدخله، ثم جاء الحسينُ فدخل معه ثم جاء ت فاطمةُ فأدخلها ثم جاء على فادخله ۔ ثم قال"اِنَّمَا يُرِيُدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيْرًا "رواه مسلم فى "صحيحه"[50] وروى نحوه إمام أحمد فى "مسنده"۔[51]

وعن أبى سعيد الخدرى رضى اللّٰه تعالىٰ عنه نزلت هذه الاية فى خمسة: النّبىّ صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلم وعلىّ وفاطمة والحسن والحسين ۔ رواه أحمد[52] قال فى الرشيدى: مِرطٌ بكسر ميم گليم از صوف وجزآن كه پوشند،

مُرحَّل بضمّ ميم وتشديد حاءِ مفتوحه جامه كه دران صورة پالان نقش كرده باشند ۔انتهى

وأما الأكل فلم يثبت لكن ثبت الدعاء۔

[50] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب التواضع واللباس إلخ، ١٦٤٩، برقم:٣٦۔(٢٠٨١)

[51] مسند للإمام أحمد،١٦٢/٦

[52] الدرالمنثور، سورة الأحزاب ، تحت الآية :٥٣٣/٦،٣٣

سوال:حضرت علی کرم اللّٰہ وجهه راسید گفته شودیانه۔

جواب:الظاهر أن أميرَ المؤمنينَ عليّ كرّم اللّٰهُ وجهَه سيّدٌ بلاشكّ وشبهة كما يشهد بها الأحاديث ففى "الصواعق"[53] روى البيهقى أنه ظهر عليٌّ من البُعد فقال صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله وسلم: هذا سيّد العرب، فقالت عائشة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها: ألستَ سيّدالعربِ؟فقال: أنا سيّدُ العالمِيْن وهو سيّدالعربِ، رواه الحاكم فى "صحيحه"[54]

از مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیه الرحمة۔

[53] الصواعق المحرقة فى الرّدّ على اهل البدع والزندقة ، ص١٧٢

[54] المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصحابة رضى الله تعالى عنهم، سيد العرب، باب : رقم:١٨٢٠

«ماخذ ومراجع»

☆ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، للأمير علاءُ الدين على بن بلبان الغازى (ت ٧٣٩ه)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧ه‍۔١٩٩٦م

☆ الطبقات لإبن سعد (ت ٢٣٠ه)دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤١٤ه‍۔١٩٩٤م

☆ المسند للإمام أحمد بن حنبل الشيبانى (ت ٢٤١ه)المكتبة العلمية ، بيروت

☆ المصنف لابن أبى شيبة، عبدالله بن محمد الكوفى (ت٢٣٥ه)، تحقيق محمد عوّامة ، دارقرطبة، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ، ١٤٢٧ه‍۔ ٢٠٠٦م

☆ المستدرك على الصحيحين ، للحاكم أبى عبداللّٰه النيسابورى (ت٤٠٥ه)، دارالمعرفة ، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧ه‍۔ ٢٠٠٦م

☆ المعجم الأوسط للطبرانى، أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠ه)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥ه‍۔١٩٩٩م

☆ المعجم الكبير للطبرانى، أبى القاسم سليمان بن احمد (ت٣٦٠ه) مطبوعة دارإحياء التراث العربى بيروت، ١٤٢٢ه‍۔٢٠٠٢م

☆ الجامع لشعب الإيمان ، للبيهقى ، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشافعى(ت٤٥٨ه)، تحقيق الدّكتور عبدالعلى عبدالمجيد حامد، مكتبة الرّشد، الرّياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٣ه‍۔ ٢٠٠٣م

☆ الدرّالمنثور فى التفسير بالمأثور، للإمام الحافظ جلال الدين السيوطى رحمة اللّٰه عليه (ت٩١١ه)، دارإحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ه‍۔٢٠٠١م

☆ الفتح الكبير فى ضم الزّيادة إلى الجامع الصغير ، للإمام جلال الدّين عبدالرحمن بن أبى بكر السيوطى (ت ٩١١ه)، جمع وترتيب الشيخ يوسف النبهانى ، دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٣ه۔ ٢٠٠٣م

☆ الاستيعاب فى معرفة الأصحاب ، لأبى عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبرّ القرطبى (ت ٤٦٣ه) تحقيق وتعليق الشيخ على محمد معوض و الشيخ عادل أحمد عبدالموجود، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٢٢ه۔٢٠٠٢م

☆ الصّواعق المحرقة فى الرّدّ على أهل البدع والزندقة ، للمحدث أحمد بن حجر الهيتمى المكى رحمة الله عليه (ت٩٧٤ه)، النوريه الرضويه ببلشنك كمبنى لاهور، الطبعة الأولى ١٤٣٣ه۔٢٠١٢م

☆ الجامع الصحيح ، وهو سُنَن الترمذى، للإمام أبى عيسى محمد بن عيسىٰ (ت٢٧٩ه)تحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ه۔٢٠٠٠م

☆ الفقه الاكبر مع شرحه للقارى للإمام الاعظم أبى حنيفة النعمان بن ثابت الكوفى رضى اللّٰه عنه، تحقيق وتعليق على محمد دندل، دارالكتب العلمية، بيروت

☆ باره امام، تصنيف مولانا عبد الرحمٰن جامى رحمة الله عليه، ترجمه و تدوين : ابوالطيب محمّد شريف نقشبندى، ناشر : سنى دارا لإشاعت، لاهور

☆ بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع ، للكاسانى، علاؤ الدين أبى بكر بن مسعود الحنفى (ت٥٨٧ه)تحقيق وتعليق على محمد معوض وعادل أحمد، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ه۔١٩٩٧م

☆ تفسير الطبرى المسمى جامع البيان فى تأويل القرآن، لأبى جعفر محمد

بن جرير طبرى (ت ٣١٠ه)،دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٢٦ه۔ ٢٠٠٥م

☆ تاريخ بغداد مدينة السّلام ،للإمام أبى بكر أحمد بن على الخطيب البغدادى (ت٤٦٣ه)دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ه۔ ٢٠٠٤م

☆ تفسير البيضاوى (أنوار التنزيل وأسرار التأويل)للإمام ناصر الدين أبى الخير عبدالله بن عمر بن محمد الشيرازى الشافعى البيضاوى (ت ٦٩١ه)، دارإحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ه۔١٩٩٨م

☆ سُنَن أبى داؤد، للإمام سليمان بن أشعث السجستانى (ت٢٧٥ه)، تعليق عبيد الدّعاس وعادل السيّد، دارابن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ه۔ ١٩٩٧م

☆ سيّدة نساء أهل الجنة فاطمة الزّهراء أو إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب، للعلامة محمد عبدالرؤف بن على بن زين العابدين المناوى (ت ١٠٣١ه)، تحقيق و تعليق الشيخ على أحمد عبد العال الطهطاوى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥ه۔٢٠٠٤م

☆ الشذرات الذهبية فى تراجم الأئمة الأثنى عشر عند الإمامية لابن طولون، العلامة محمد بن طولون الدمشقى (ت٩٥٣ه)، تحقيق اكتدكتورة مديحة الشرقاوى، مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة ، الطبعة ١٤٢٦ه۔ ٢٠٠٦م

☆ شرح الفقه الاكبر، للإمام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الحنفى السمرقندى (ت٣٣٣ه)، الرحيم اكيڈمى، كراتشى

☆ صحيح البخارى، للإمام محمد بن إسماعيل الجعفى (ت٢٥٦ه)، دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ه۔ ١٩٩٨م

☆ صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى

(ت ٢٦١ھ)،دارالكتب العلمية ، بيروت

☆ فـواتـح الـرّحـموت شرح مسلم الثبوت، للعلامة عبد العلى محمد بن نظام الـديـن الأنـصارى الهندى (ت١٢٢٥ھ)، دارإحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔١٩٩٨م

☆ فتح البارى شرح صحيح البخارى ،للإمام الحافظ أحمد بن على بن حجر الـعسـقـلانـى(ت ٨٥٢ھ)، دارالـكتـب الـعلمية ، بيـروت، الطبعة الثـالثة ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

☆ كتاب الأربعين فى مناقب أمهات المؤمنين ، لأبى منصور عبدالرحمن بن عساكر (ت ٦٢٠ھ)،تحقيق وتعليق محمد احمد عبدالعزيز، مكتبة التراث الإسلامى ، القاهرة